بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ✦ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

خطبہ نمبر ۳۴

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | پیر ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ ✦ ۱۲ نبوت ۱۳۶۳ ہش ✦ ۱۲ نومبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۵۷

اخبار احمدیہ

• ربوہ ۱۱ نبوت / نومبر حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ان دنوں لاہور میں بغرض علاج قیام فرما ہیں۔ ڈاکٹرز نے مختلف ٹسٹ لئے ہیں۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو شفائے کامل عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ:

خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ہیں

اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اُٹھا کر بھی اُس کے دین کیلئے خدمت بجا لاؤں

درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی ہے جو الٰہی دین کی خدمت میں بسر ہو

"اور میری حالت جو ہے وہ خداوند کریم خوب جانتا ہے اُس نے مجھ پر کامل طور پر اپنی برکتیں نازل کی ہیں اور ..... ایک گرم جوش فطرت بخش کر مجھے بھیجا ہے کہ تا حقیقی متابعت کی راہیں لوگوں کو سکھلاؤں اور اُن کو اس علمی و عملی ظلمت سے باہر نکالوں جو بوجہ کم توجہی اُن پر محیط ہو رہی ہے۔ میں اس بات کا دعویٰ نہیں کرتا کہ میری روح میں کچھ زیادہ سرمایۂ علوم کسبیہ ہے بلکہ میں اپنی ہیچمدانی اور کم لیاقتی کا سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اقرار کرتا ہوں لیکن ساتھ اس کے میں اس اقرار کو بھی مخفی نہیں رکھ سکتا کہ میرے جیسے ہیچ ..... کو خود خداوند کریم نے اپنے کنارِ تربیت میں لے لیا۔ اور اُن سچی حقیقتوں اور کامل معارف سے مجھے آگاہ کر دیا کہ اگر میں تمام غور و فکر کرنے والوں سے ہمیشہ زیادہ غور و فکر کرتا رہتا اور بایں ہمہ ایک لمبی عمر بھی پاتا تب بھی اُن حقائق اور معارف تک ہرگز پہنچ نہ سکتا۔ میں اُس مولیٰ کریم کا اس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اُس نے ایمانی جوش ..... مجھ کو اس قدر بخشا ہے کہ اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں۔ اگرچہ میں اس دنیا کے لوگوں سے تمام امیدیں قطع کر چکا ہوں مگر خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ہیں۔ سو میں جانتا ہوں کہ اگرچہ میں اکیلا ہوں مگر پھر بھی میں اکیلا نہیں وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں۔ اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اُٹھا کر بھی اُس کے دین کے لئے خدمت بجا لاؤں ..... اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت ..... میں بسر ہو۔ ورنہ اگر انسان ساری دنیا کا بھی مالک ہو جائے اور اس قدر وسعتِ معاش حاصل ہو کہ تمام سامان عیش کے جو دنیا میں ایک شہنشاہ کے لئے ممکن ہیں وہ سب عیش اُسے حاصل ہوں پھر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم عذاب کی ہے جس کی تلخیاں کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کھلتی ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ ۳۴ تا ۳۶)

ربوہ ۹ نبوت / نومبر۔ آج یہاں البیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور خطبہ دیا جس میں انہوں نے نماز باجماعت جیسے اہم فریضہ کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔

محترم مولانا صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کے ارشادات کی روشنی میں بتایا کہ سورۃ بقرہ میں یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کو متقین کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اور یقیمون الصلوٰۃ کے معانی یہ ہیں کہ (۱) متقین باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہیں اور نماز میں ناغہ نہیں ہونے دیتے کیونکہ ایسی نماز جس میں ناغہ ہو وہ نماز نہیں کہلاتی۔ (۲) وہ نماز کو اس کی ظاہری شرائط کے مطابق ادا کرتے ہیں اور اس کے لیے جو قواعد مقرر کیے گئے ہیں ان کو توڑتے نہیں۔ (۳) متقین اپنی نماز کو گرنے نہیں دیتے یعنی ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ نماز درست ہو اور باشرائط ہو۔ (۴) وہ خود بھی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے ہیں۔ (۵) متقین نماز کو چستی اور ہوشیاری سے ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ سستی اور غفلت کی وجہ سے خیالات میں پراگندگی پیدا ہوتی ہے۔

آخر میں مولانا نے دعا کی کہ اللہ ہمیں محض اپنے فضل سے نمازوں میں باقاعدگی باجماعت نماز کی پابندی اور نمازوں کی حقیقی لذت عطا کرے اور ہماری عبادات کو قبول فرمائے۔ آمین

• میری بیٹی عزیزہ سیدہ لبنیٰ بیگم صاحبہ بیگم میر حبیب احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکی کے بعد اب بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت نصر احمد نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب کرام سے نومولود کے نیک اور خادم دین ہونے اور صحت و تندرستی والی عمر دراز عطا ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (سید سعید احمد لاہور چھاؤنی)

• مکرم ثناء اللہ شبلی صاحب جن کے کولہے کی ہڈی ایک حادثے میں ٹوٹ گئی تھی۔ اب بفضلہ خدا کامیاب اپریشن کے بعد واپس ربوہ آ گئے ہیں۔ کامل شفایابی کے لیے خاندان حضرت مسیح موعود اور دیگر احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (وحید رشدی)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیٔ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کے ارشادات

دعاؤں کی سچی تاثیر کی تشریح

خدا کی رحمت کو جوش دلانے والی چیز

"میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے اور میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے۔ میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۹۰)

دعا اور تقدیر کا تعلق

سید[1] صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان میں دعا کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ استجابت دعا کے یہ معنی نہیں کہ جو کچھ دعا میں مانگا گیا ہے وہ دیا جائے کیونکہ اگر استجابت دعا کے یہی معنے ہوں کہ وہ سوال بہرحال پورا کر دیا جائے تو دو مشکلیں درپیش آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطراری سے کی جاتی ہیں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ خدا نے استجابت دعا کا وعدہ کیا ہے۔ دوسری یہ کہ جو امور ہونے والے ہیں وہ مقدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے وہ بھی مقدر ہیں۔ ان مقدرات کے برخلاف ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس اگر استجابت دعا کے معنے سوال کا پورا کرنا قرار دیئے جائیں تو خدا کا یہ وعدہ کہ ادعونی استجب لکم۔ اُن سوالوں پر جن کا ہونا مقدر نہیں ہے صادق نہیں آسکتا یعنی ان معنوں کی رو سے یہ عام وعدہ استجابت دعا کا باطل ٹھہرے گا کیونکہ سوالوں کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جس کا پورا کیا جانا مقدر ہے لیکن استجابت دعا کا وعدہ عام ہے۔ جس میں کوئی بھی استثناء نہیں۔ پھر جس حالت میں بعض آیتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جن چیزوں کا دیا جانا مقدر نہیں وہ ہرگز نہیں دی جائیں اور بعض آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی دعا رد نہیں ہوتی اور سب کی سب قبول کی جاتی ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ کر لیا ہے جیسا کہ آیت ادعونی استجب لکم سے ظاہر ہے۔ پھر اس تناقض اور تعارض آیات سے بجز اس کے کیونکر مخلصی حاصل ہو کہ استجابت دعا سے عبادت کا قبول ہونا مراد لیا جائے۔ یعنی یہ معنے کئے جائیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور جب وہ دل سے اور خشوع سے اور خضوع سے کی جائے تو اس کے قبول کرنے کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ پس استجابت دعا کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ دعا ایک عبادت متصور ہو کر اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ ہاں اگر مقدر میں ایک چیز کا ملنا ہے اور اتفاقاً اس کے لئے دعا بھی کی گئی تو وہ چیز مل جاتی ہے مگر نہ دعا سے بلکہ اس کا ملنا مقدر تھا اور دعا میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب دعا کرنے کے وقت خدا کی عظمت اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ خیال حرکت میں آکر ان تمام خیالات پر جن سے اضطرار پیدا ہوا ہے غالب ہو جاتا ہے اور انسان کو صبر اور استقلال پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جانا لازمۂ عبادت ہے اور یہی دعا کا مستجاب ہونا ہے۔ پھر سید صاحب اپنے رسالہ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ حقیقت دعا سے ناواقف اور جو حکمت اس میں ہے اس سے بے خبر ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ امر مسلم ہے کہ جو مقدر نہیں وہ نہیں ہونے کا۔ تو دعا سے کیا فائدہ ہے یعنی جبکہ مقدر بہرحال مل رہے گا خواہ دعا کرو یا نہ کرو۔ اور جس کا ملنا مقدر نہیں اس کے لئے ہزاروں دعائیں کئے جاؤ کچھ فائدہ نہیں۔ تو پھر دعا کرنا ایک امر عبث ہے۔ اس کے جواب میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ اضطرار کے وقت استمداد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا خاصہ ہے۔ سو انسان اپنے فطرتی خاصہ سے دعا کرتا ہے بلا خیال اس کے کہ وہ ہوگا یا نہیں اور بمقتضائے اس کی فطرت کے اس کو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

اس تمام تحریر سے جس کو ہم نے بطور خلاصہ اوپر لکھ دیا ہے۔ ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ دعا ذریعہ حصول مقصود نہیں ہو سکتی اور نہ تحصیل مقاصد کے لئے اس کا کچھ اثر ہے اور اگر دعا کرنے سے کسی داعی کا فقط یہی مقصد ہو کہ بذریعہ دعا کوئی سوال پورا ہو جائے تو یہ خیال عبث ہے۔ کیونکہ جس امر کا ہونا مقدر ہے اس کے لئے دعا کی حاجت نہیں اور جس کا ہونا مقدر نہیں ہے اس کے لئے تضرع و ابتہال بے فائدہ ہے۔ غرض اس تقریر سے تمام تر صفائی کھل گیا کہ سید صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دعا صرف عبادت کے لئے موضوع ہے اور اس کو کسی دنیوی مطلب کے حصول کا ذریعہ قرار دینا طمع خام ہے۔

اب واضح ہو کہ سید صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے میں سخت دھوکا لگا ہوا ہے۔ مگر ہم ان شاء اللہ اس دھوکے کی کیفیت کو اس مضمون کے آخر میں بیان کریں گے۔ اس وقت ہم نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر سید صاحب قرآن کریم کے سمجھنے میں فہم رسا نہیں رکھتے تھے تو کیا وہ قانون قدرت بھی جس کی پیروی کا وہ دم مارتے ہیں اور جس کو وہ خدا تعالیٰ کی فعلی ہدایات اور قرآن کریم کے اسرار غامضہ کا مفسر قرار دیتے ہیں اس مضمون کے لکھنے کے وقت ان کی نظروں سے غائب تھا؟ کیا سید صاحب کو معلوم نہیں کہ اگرچہ دنیا کی کوئی خیر و شر مقدر سے خالی نہیں تاہم قدرت نے ان کے حصول کے لئے ایسے اسباب مقرر کر رکھے ہیں جن کے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقلمند کو کلام نہیں۔ مثلاً اگرچہ مقدر پر لحاظ کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دعا یا ترک دعا۔ مگر کیا سید صاحب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا۔ پھر اگر سید صاحب باوجود ایمان بالتقدیر کے اس بات کے بھی قائل ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خدا تعالیٰ کے یکساں اور متشابہ قانون میں فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں؟ کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ اس بات پر تو قادر تھا کہ تریاک اور سقمونیا اور سنا اور حب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھ دے کہ ان کی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ ان کا کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان سے رخصت کر دے۔ لیکن اپنے برگزیدوں کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی دعاؤں کو فقط مردہ کی طرح لہنے دے یعنی ان میں ایک ذرہ بھی اثر نہ ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ نظام الٰہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالیٰ نے دعاؤں میں اپنے بندوں کی بھلائی کیلئے کیا تھا وہ دواؤں میں مرعی نہ ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں! بلکہ خود سید صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بے خبر ہیں اور ان کی اعلیٰ تاثیروں پر ذاتی تجربہ نہیں رکھتے اور ان کی ایسی مثال ہے۔ جیسے کوئی ایک مدت

---

[1] مراد سر سید احمد خان ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک پرانی اور سال خوردہ اور مسلوب القوٰی دوا کو استعمال کرے اور پھر اسکو بے اثر پاکر اس دوا پر حکم لگا دے کہ اس میں کچھ بھی تاثیر نہیں۔ افسوس صد افسوس! کہ سید صاحب باوجودیکہ پیرانہ سالی تک پہنچ گئے مگر اب تک ان پر یہ سلسلۂ نظام قدرت مخفی رہا کہ کیونکر قضاء و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ اسباب اور مسببات کا باہم گہرے اور لازمی تعلقات رکھتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دھوکے میں پھنس گئے کہ انہوں نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر ان اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہیں کوئی چیز ظہور پذیر ہو سکتی ہے۔ یوں تو دنیا میں کوئی چیز بھی مقدر سے خالی نہیں۔ مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور اناج اور نباتات اور حیوانات اور جمادات وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ سب مقدرات ہی ہیں لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر ان تمام اسباب کے جو خدا تعالےٰ نے مقرر کر رکھے ہیں اور بغیر ان راہوں کے جو قدرت نے معین کر رکھی ہیں ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہو سکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالیٰ کی حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں دیکھتا کہ سید صاحب کی تقریر کا بجز اس کے اور کچھ بھی ماحصل ہے کہ وہ دعا کو منجملہ ان اسباب مؤثرہ کے نہیں سمجھتے جن کو انہوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا ہوا ہے۔ بلکہ اس راہ میں حد سے زیادہ آگے قدم رکھ دیا ہے۔ مثلاً اگر سید صاحب کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جائے تو وہ ہرگز اس سے منکر نہیں ہوں گے اور ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اگر کسی کا جلنا مقدر ہے تو بغیر آگ کے بھی جل رہے گا۔ تو پھر میں حیران ہوں کہ وہ دعا کی ... تاثیروں سے جو آگ کی طرح کبھی اندھیرے کو روشن کر دیتی ہیں اور کبھی گستاخ دست انداز کا ہاتھ جلا دیتی ہیں کیوں منکر ہیں کیا ان کو دعاؤں کے وقت تقدیر یاد آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پھر تقدیر بھول جاتی ہے؟ کیا ان دونوں چیزوں پر ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے؟ پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اسباب مؤثرہ کو اس شدت سے مانتے ہیں کہ اس کے غلو میں وہ بدنام بھی ہو گئے تو پھر اس کا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت جس کو وہ تسلیم کر چکے ہیں دعا میں ان کو یاد نہیں رہا۔ یہاں تک کہ لکھی ہیں تو کچھ تاثیر ہے مگر دعا میں اتنی بھی نہیں پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کوچے سے بے خبر ہیں۔ اور نہ ذاتی تجربہ اور نہ تجربہ والوں کی ان کو صحبت ہے۔

استجابت دعا کی حقیقت

اب ہم فائدہ عام کے لیے کچھ استجابت دعا کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں۔ پس یہی سبب سید صاحب کی غلط فہمی کا ہے۔ اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی کشش سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جلشانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لیے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لیے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لیے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کیے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے لیے بددعا ہے تو قادرِ مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات اربابِ کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی باذنہٖ تعالےٰ وہ دعا عالمِ سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔

معجزات کی حقیقت

خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لیھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔

اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔

اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دعائیں خطا جاتی ہیں اور ان کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے۔ کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا ان کا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اسباب کے کوئی ان کی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو تو اسباب تقدیر علاج پورے طور پر میسر آجاتے ہیں اور جسم کی حالت بھی ایسے درجے پر ہوتی ہے کہ وہ ان سے نفع اٹھانے پر مستعد ہوتا ہے۔ تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دعا کا بھی ہے۔ یعنی دعا کے لیے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادۂ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلۂ مؤثرات اور متاثرات میں باندھ رکھا ہے۔ پس سید صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظام جسمانی کا تو اقرار کرتے ہیں مگر نظام روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہیں .....

کون سی دعا قبول ہوتی ہے

سید صاحب کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ یہ ان کی سخت غلط فہمی ہے اور یہ آیت ادعونی استجب لکم ان کے مدعا کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ یہ دعا جو آیت ادعونی استجب لکم میں بطور امر کے بجا لانے کے لیے فرمائی گئی ہے اس سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں بلکہ وہ عبادت ہے جو انسان پر فرض کی گئی ہے۔ کیونکہ امر کا صیغہ یہاں فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کل دعائیں فرض میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ بعض جگہ اللہ جلشانہ نے صابرین کی تعریف کی ہے جو اِنَّا لِلّٰہِ پر کفایت کرتے ہیں۔ اور اس دعا کی فرضیت پر بڑا قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ اس کو عبادت کے لفظ سے یاد کر کے بحالت نافرمانی عذاب جہنم کی وعید اس کے ساتھ لگا دی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ دوسری دعاؤں میں یہ وعید نہیں بلکہ بعض اوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے چنانچہ اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ اس پر شاہد ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہر دعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو لَا تَسْئَلْنِ کا تازیانہ کیوں لگایا جاتا اور بعض اوقات اولیاء اور انبیاء دعا کرنے کو سوءِ ادب سمجھتے رہے ہیں اور صلحاء نے ایسی دعاؤں میں استغفارِ قلب پر عمل کیا ہے یعنی اگر مصیبت کے وقت دل نے دعا کرنے کا فتویٰ دیا تو دعا کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اگر صبر کے لیے فتویٰ دیا تو پھر صبر کیا اور دعا سے منہ پھیر لیا۔ ماسوا اس کے اللہ تعالیٰ نے دوسری دعاؤں میں قبول کرنے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ صاف فرما دیا ہے کہ چاہوں تو قبول کروں اور چاہوں تو رد کروں۔ جیسا کہ یہ آیت قرآن کی صاف بتلا رہی ہے اور وہ یہ ہے بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ (سورۃ انعام الجزو نمبر ۷) اور اگر ہم تنزلاً مان بھی لیں کہ اس مقام میں لفظ اُدْعُوْا سے عام طور پر دعا ہی مراد ہے تو ہم اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں دیکھتے کہ یہاں دعا سے وہ دعا مراد ہے جو جمیع شرائط ہو۔ اور تمام شرائط کو جمع کر لینا انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یاور نہ ہو۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ دعا کرنے میں صرف تضرع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لیے دعا کرتا ہے یا جس کے لیے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کے لیے اسباب کا حاصل ہونا خلافِ مصلحت الٰہی بھی نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات دعا میں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لیے خلاف مصلحت الٰہی ہوتی ہے اور اس کے پورا کرنے میں خیر نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رونے سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دے یا ایک زہر جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس کو کھلا دے تو یہ سوال اس بچہ کا ہرگز اس کی ماں پورا نہ کرے گی۔ اور اگر پورا کر دیوے۔ اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن کوئی عضو اس کا بے کار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اس احمق والدہ کا سخت شاکی ہوگا۔ اور بجز اس کے اور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں اس وقت تک دعا کو دعا نہیں کہہ سکتے۔ اور جب تک کسی دعا میں پوری روحانیت داخل نہ ہو اور جس کے لیے دعا کی گئی ہے اور جو دعا کرتا ہے ان میں استعدادِ قریبہ پیدا نہ ہو تب تک توقع اثرِ دعا اُمیدِ موہوم ہے۔ اور جب تک ارادۂ الٰہی قبولیتِ دعا کے متعلق نہیں ہوتا تب تک یہ تمام شرائط جمع نہیں ہوتیں اور ہمتیں پوری توجہ سے قاصر رہتی ہیں سید صاحب اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ دارِ آخرت کی سعادتیں اور نعمتیں اور لذتیں اور راحتیں جن کی نجات سے تعبیر کی گئی ہے ایمان اور ایمانی دعاؤں کا نتیجہ ہیں۔ پھر جبکہ یہ حال ہے تو سید صاحب کو ماننا پڑا کہ بلا شبہ ایک مومن کی دعائیں اپنے اندر اثر رکھتی ہیں اور آفات کے دُور ہونے اور مرادات کے حاصل ہونے کا موجب ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اگر موجب نہیں ہو سکتیں تو پھر کیا وجہ کہ قیامت میں موجب ہو جائیں گی۔

سوچو اور خوب سوچو کہ اگر درحقیقت دعا ایک بے تاثیر چیز ہے اور دنیا میں کسی آفت کے دُور ہونے کا موجب نہیں ہو سکتی تو کیا وجہ کہ قیامت کو موجب ہو جائے گی یہ بات تو نہایت صاف ہے کہ اگر ہماری دعاؤں میں آفات سے بچنے کے لیے درحقیقت کوئی تاثیر ہے تو وہ تاثیر اس دنیا میں بھی ظاہر ہونی چاہیئے۔ تا ہمارا یقین بڑھے اور امید بڑھے اور تا آخرت کی نجات کے لیے ہم زیادہ سرگرمی سے دعائیں کریں۔ اور اگر درحقیقت دعا کچھ چیز نہیں صرف پیشانی کا نوشتہ پیش آنا ہے تو جیسا دنیا کی آفات کے لیے بقول سید صاحب کے دعا عبث ہے اسی طرح آخرت کے لیے بھی عبث ہوگی اور اس پر اُمید رکھنا طمع خام۔ (برکات الدعا صفحہ ۱۴۵)

دعاؤں کے عجیب و غریب خواص

ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہو کر دودھ کے لیے چلاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن اس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ لاتی ہیں؟ اس کا ہر ایک کو تجربہ ہے بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں مگر بچہ کی چلاہٹ ہے کہ دودھ کو کھینچ لاتی ہے۔ تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ نہیں کھینچ کر لا سکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔ بچہ کو جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتہ کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر اگر دعا کی فلاسفی پر غور کرے تو بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے۔

دوسری قسم کا رحم یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک رحم مانگنے کے بعد پیدا ہوتا ہے مانگتے جاؤ ملتا جائے گا اُدعونی استجب لکم کوئی لفاظی نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت کا ایک لازمہ ہے۔ مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچہ کی مثال جو میں نے بیان کی ہے وہ دعا کا فلاسفی خوب حل کر کے دکھاتی ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۲۳)

ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دُعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۱)

دعا کے آداب

دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرنے والے آدابِ دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیتِ دعا کے ہوتے ہیں۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہو گئی ہے بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں اور جو دعا کے منکر تو نہیں مگر ان کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ چونکہ ان کی دعائیں بوجہ آدابِ دعا سے ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں کیونکہ دعا اپنے اصل معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں اس لیے وہ منکرین دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں۔ ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ دعا کے لیے سب سے اوّل اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سوءِ ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ نہیں ہوگا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے دعا کرنے والے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہو گیا ہے اور اس نامرادی نے یہاں تک بڑا اثر پہنچایا کہ دعا کی تاثیرات کا انکار شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس قدر عرصہ دراز تک جو دعائیں کی گئیں کیوں قبول نہ ہوئیں؟ مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانے والا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلون کو سوچے تو اسے معلوم ہو جائے کہ ساری ناکامیاں اس کی اپنی ہی جلد بازی اور شتاب کاری کا نتیجہ ہیں جن پر خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامراد کرنے والی مایوسی بڑھ گئی پس کبھی تھکنا نہیں چاہیئے۔

دعا کی ایسی ہی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جا کر اپنے کھیت میں ایک بیج بوتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اس وقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشوونما پا کر پھل لائے گا۔ باہر کی دنیا اور خود زمیندار بھی نہیں دیکھ سکتا کہ یہ دانہ اندر ہی اندر زمین میں ایک پودہ کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانہ گل کر اندر ہی اندر پودا بننے لگتا ہے اور تیار ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سبزہ اوپر نکل آتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کو دیکھ سکتے ہیں اب دیکھو وہ دانہ جس وقت سے زمین کے نیچے ڈالا گیا تھا۔ دراصل اسی ساعت سے وہ پودا بننے کی تیاری کرنے لگ گیا تھا مگر ظاہر بین نگاہ اس سے کوئی خبر نہیں رکھتی۔ اور اب جبکہ اس کا سبزہ باہر نکل آیا تو سب نے دیکھ لیا لیکن ایک نادان بچہ اُسی وقت یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو اپنے وقت پر پھل لگے گا۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ کیوں اسی وقت اس کو پھل نہیں لگتا مگر عقلمند زمیندار خوب سمجھتا ہے کہ اس کے پھل کا کون سا موقع ہے۔ وہ صبر سے اس کی نگرانی کرتا ہے اور غور و پرداخت کرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اس کو پھل لگتا ہے اور وہ پک بھی جاتا ہے۔

دعا اور صبر کا تعلق

یہی حال دعا کا ہے اور بعینہٖ اسی طرح دعا نشوونما پاتی اور مثمر بثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں اور صبر کرنے والے مآل اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔ یہ سچی بات ہے کہ دعا میں بڑے بڑے مراحل اور مراتب ہیں جن کی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنے والے اپنے ہاتھ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ان کو ایک جلدی لگ جاتی ہے اور وہ صبر نہیں کر سکتے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں ایک تدریج ہوتی ہے۔ دیکھو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آج انسان شادی کرے تو کل اس کے گھر بچہ پیدا ہو جاوے۔ حالانکہ وہ قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر جو قانون اور نظام اس نے مقرر کر دیا ہے وہ ضروری ہے۔ پہلے نباتات کی نشوونما کی طرح کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ چار مہینے تک کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتا۔ پھر کچھ حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوری میعاد گزرنے پر بہت بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بچہ کا پیدا ہونا ماں کا بھی ساتھ ہی پیدا ہونا ہوتا ہے۔ مرد شائد ان تکالیف اور مصائب کا اندازہ نہ کر سکیں جو اس مدت حمل کے درمیان عورت کو برداشت کرنی پڑتی ہیں مگر یہ سچی بات ہے کہ عورت کی بھی ایک نئی زندگی ہوتی ہے اب غور کرو کہ اولاد کے لیے پہلے ایک موت خود اس کو قبول کرنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر اس خوشی کو دیکھتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کرنے والے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تلون اور عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے اور کبھی بھی یہ وہم نہ کرے کہ دعا قبول نہیں ہوئی آخر آنیوالا زمانہ آجاتا ہے۔ دعا کے نتیجہ کے پیدا ہونے کا وقت پہنچ جاتا ہے جبکہ گویا مراد کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ دعا کو پہلے ضروری ہے کہ اس مقام اور حد تک پہنچایا جاوے جہاں پہنچ کر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے جس طرح پر آتشی شیشے کے نیچے کپڑا رکھ دیتے ہیں اور سورج کی شعاعیں اس شیشے پر آکر جمع ہوتی ہیں اور ان کی حرارت اور حدت اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے پھر یکایک وہ کپڑا جل اٹھتا ہے اسی طرح پر ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہنچے جہاں اس میں وہ قوت پیدا ہو جاوے کہ نامرادیوں کو جلا دے اور مقصد مراد کو پورا کرنے والی ثابت ہو جاوے۔

؎ پیدا است ندا را کہ بلند است جنابت

مدت دراز تک دعائیں جاری رکھنا

مدت دراز تک انسان کو دعاؤں میں لگے رہنا پڑتا ہے۔ آخر خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ سے دیکھا ہے اور گزشتہ راستبازوں کا تجربہ بھی اس پر شہادت دیتا ہے کہ اگر کسی معاملہ میں دیر تک خاموشی کرے تو کامیابی کی امید ہوتی ہے۔ لیکن جس امر میں جلد جواب مل جاتا ہے وہ ہونے والا نہیں ہوتا۔ عام طور پر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک سائل جب کسی کے دروازہ پر مانگنے کے لئے جاتا ہے اور نہایت اضطراب اور عاجزی سے مانگتا ہے اور کچھ دیر تک جھڑکیاں کھا کر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا اور سوال کئے ہی جاتا ہے تو آخر اس کو بھی کچھ شرم آ ہی جاتی ہے۔ خواہ کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو پھر بھی کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دیتا ہے۔ تو کیا دعا کرنے والے کا ایک معمولی سائل جتنا بھی استقلال نہیں ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ جو کریم ہے اور حیا رکھتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اس کا عاجز بندہ ایک عرصہ سے اس کے آستانہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گرا ہوا ہے تو کبھی اس کا انجام بد نہیں کرتا۔ جیسے ایک حاملہ عورت چار پانچ ماہ کے بعد کہے کہ اب بچہ پیدا کیوں نہیں ہوتا۔ اور اس خواہش میں کوئی مسقط دوائی کھالے تو اس وقت کیا بچہ پیدا ہوگا یا ایک مایوسی بخش حالت میں خود مبتلا ہوگی؟ اسی طرح جو شخص قبل از وقت جلدی کرتا ہے وہ نقصان ہی اٹھاتا ہے اور نہ نرا نقصان بلکہ ایمان کو بھی صدمہ پہنچ جاتا ہے بعض ایسی حالت میں دہریہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں ایک نجار تھا اس کی عورت بیمار ہوئی۔ آخر وہ مر گئی اور اس نے کہا اگر خدا ہوتا تو میں نے اتنی دعائیں کی تھیں وہ قبول ہو جاتیں اور میری عورت نہ مرتی اس طرح پر وہ دہریہ ہو گیا۔ لیکن سعید اگر اپنے صدق اور اخلاص سے کام لے تو اس کا ایمان بڑھتا اور سب کچھ ہو بھی جاتا ہے۔ زمین کی دولتیں خدا تعالیٰ کے آگے کیا چیز ہیں۔ وہ ایک دم میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ کیا دیکھا نہیں کہ اس نے اس قوم کو جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا بادشاہ بنا دیا۔ اور بڑی بڑی سلطنتوں کو ان کا تابع فرمان بنا دیا اور غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ انسان اگر تقویٰ اختیار کرے خدا تعالیٰ کا ہو جاوے تو دنیا میں اعلیٰ درجہ کی زندگی ہو، مگر شرط یہی ہے کہ صادق اور جواں مرد ہو کر دکھائے دل متزلزل نہ ہو اور اس میں کوئی آمیزش ریاء کاری و شرک کی نہ ہو۔ ابراہیم علیہ السلام میں وہ کیا بات تھی جس نے اس کو ابوالملت اور ابوالحنفاء قرار دیا اور خدا تعالیٰ نے اس کو اس قدر عظیم الشان برکتیں دیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں۔ یہی صدق اور اخلاص تھا۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے ایک دعا کی تھی کہ اس کی اولاد میں سے عرب میں ایک نبی ہو پھر کیا وہ اسی وقت قبول ہو گئی؟ ابراہیم کے بعد ایک عرصہ دراز تک کسی کو خیال بھی نہیں آیا کہ اس دعا کا کیا اثر ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں وہ دعا پوری ہوئی۔ اور پھر کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲)

قبولیتِ دعا کی شرائط:-

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دعا کا قبول ہونا دو طور سے ہوتا ہے۔ ایک بطور ابتلاء اور ایک بطور اصطفاء۔ بطور ابتلاء تو کبھی کبھی گنہگاروں اور نافرمانوں اور بلکہ کافروں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے مگر ایسا قبول ہونا حقیقی قبولیت پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ از قبیل استدراج و امتحان ہوتا ہے۔ لیکن جو بطور اصطفاء دعا قبول ہوتی ہے اس میں یہ شرط ہے کہ دعا کرنے والا خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہو اور چاروں طرف سے برگزیدگی کے انوار و آثار اس میں ظاہر ہوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ حقیقی قبولیت کے طور پر نافرمانوں کی دعا ہرگز نہیں سنتا ہے کہ جو اس کی نظر میں راستباز اور اس کے حکم پر چلنے والے ہیں۔ سو ابتلاء اور اصطفاء کی قبولیت ادعیہ میں مابہ الامتیاز ہے کہ جو ابتلاء کے طور پر قبول ہوتی ہے اس میں متقی اور خدا دوست ہونا شرط نہیں اور نہ اس میں یہ ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ دعا کو قبول کر کے بذریعہ اپنے مکالمۂ خاص کے اس کی قبولیت سے اطلاع بھی دیوے۔ اور نہ وہ دعائیں ایسی اعلیٰ پایہ کی ہوتی ہیں جن کا قبول ہونا ایک امر عجیب اور خارق عادت متصور ہو سکے۔ لیکن جو دعائیں اصطفاء کی وجہ سے قبول ہوتی ہیں ان میں یہ نشان ہوتے ہیں:-

اوّل:- یہ کہ دعا کرنے والا متقی اور راستباز اور کامل فرد ہوتا ہے۔

دوسرے:- یہ کہ بذریعہ مکالماتِ الٰہیہ اس دعا کی قبولیت سے اس کو اطلاع دی جاتی ہے۔

تیسرے:- یہ کہ اکثر وہ دعائیں جو قبول کی جاتی ہیں نہایت اعلیٰ درجہ کی اور پیچیدہ کاموں کے متعلق ہوتی ہیں۔ جن کی قبولیت سے کھل جاتا ہے کہ یہ انسان کا کام اور تدبیر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص نمونۂ قدرت ہے جو خاص بندوں پر ظاہر ہوتا ہے۔

چوتھے:- یہ کہ ابتلائی دعائیں تو کبھی کبھی شاذ و نادر کے طور پر قبول ہوتی ہیں لیکن اصطفائی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ بسا اوقات صاحب اصطفائی دعا کا ایسی بڑی بڑی مشکلات میں پھنس جاتا ہے اور اگر اور شخص ان میں مبتلاء ہو جاتا تو بجز خودکشی کے اور کوئی حیلہ اپنی جان بچانے کے لئے ہرگز اسے نظر نہ آتا۔ چنانچہ ایسا ہوتا بھی ہے کہ جب کبھی دنیا پرست لوگ جو خدا تعالیٰ سے مہجور و دور ہیں بعض بڑی بڑی ہموم و غموم و امراض و اسقام و بلیات لاینحل میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو آخر وہ بباعث ضعفِ ایمان خدا تعالیٰ سے ناامید ہو کر کسی قسم کی زہر کھا لیتے ہیں یا کنوئیں میں گرتے ہیں یا بندوق وغیرہ سے خودکشی کر لیتے ہیں۔ لیکن ایسے نازک وقتوں میں صاحب اصطفاء کا بوجہ اپنی قوتِ ایمانی اور تعلق خاص کے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہایت عجیب در عجیب مدد دیا جاتا ہے اور عنایت الٰہی ایک عجیب طور سے اس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک محرم راز کا دل بے اختیار بول اٹھتا ہے کہ یہ شخص مؤید الٰہی ہے۔

پانچویں:- یہ کہ صاحب اصطفائی دعا کا مورد عنایت الٰہیہ کا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے تمام کاموں میں اس کا متولی ہو جاتا ہے۔ اور عشقِ الٰہی کا نور اور مقبولانہ کبریائی کی ہستی اور روحانی لذت یابی اور تنعم کے آثار اس کے چہرہ میں نمایاں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے:-

تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ (۲۵ تطفیف)
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (تصدیق النبی صفحہ ۴۵-۴۳)

عارف اور محجوب کی دعا:-

غرض جبکہ ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبدء فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دعا کی ایک حالت ہوتی ہے اسی دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ ہمارا سوچنا ہمارا فکر کرنا اور ہمارا طلب امرِ مخفی کے لئے خیال کو دوڑانا یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دعا آداب معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اور ان کی روح مبدء فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور محجوبوں کی دعا صرف ایک سرگردانی ہے جو فکر اور غور اور طلبِ اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے ربط معرفت نہیں اور نہ اس پر یقین ہے وہ بھی فکر اور غور کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کوئی کامیابی کی بات ان کے دل میں پڑ جائے اور ایک عارف دعا کرنے والا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے کہ کامیابی کی راہ اس پر کھلے لیکن محجوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا وہ مبدء فیض کو نہیں جانتا اور عارف کی طرح اس کی طبیعت بھی سرگردانی کے وقت ایک اور جگہ سے مدد چاہتی ہے اور اسی مدد کے پانے کے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اس مبدء کو دیکھتا ہے اور یہ تاریکی میں چلتا ہے اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض کے بعد دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ متفکر کے فکر کو بطور دعا قرار دے کر بطور قبول دعا اس علم کو فکر کرنے والے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعہ سے دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا سے ہی آتا ہے۔ اور فکر کرنے والا اگرچہ نہ سمجھے مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے۔ سو آخر وہ خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ یہ طریق طلب روشنی اگر علیٰ وجہ البصیرت اور ہادی حقیقی کی شناخت کے ساتھ ہو تو یہ عارفانہ دعا ہے اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی لامعلوم مبدء سے طلب کی جائے اور منور حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو تو وہ محجوبانہ دعا ہے.....

دعا تدبیر اور اسباب سے الگ نہیں

علاوہ اس کے جیسا کہ تدبیر اور دعا کا باہمی رشتہ قانون قدرت کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے ایسا ہی صحیفۂ فطرت کی گواہی سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ انسانی طبائع کسی مصیبت کے وقت جس طرح تدبیر اور علاج کی طرف مشغول ہوتی ہیں ایسا ہی طبعی جوش سے دعا اور صدقہ اور خیرات کی طرف جھک جاتی ہیں.....

پس یہی ایک روحانی دلیل اس بات پر ہے کہ انسان کی شریعت باطنی نے بھی قدیم سے تمام قوموں کو یہی فتویٰ دیا ہے کہ وہ دعا کو اسباب اور تدابیر سے الگ نہ کریں بلکہ دعا کے ذریعہ سے تدابیر کو تلاش کریں۔ غرض دعا اور تدبیر انسانی طبیعت کے دو طبعی تقاضے ہیں کہ جو قدیم سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے دو حقیقی بھائیوں کی طرح انسانی فطرت کے خادم چلے آئے ہیں اور تدبیر دعا کے لئے بطور نتیجہ ضروریہ کے اور دعا تدبیر کے لئے بطور محرک اور جاذب کے ہے اور انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ تدبیر کرنے سے پہلے دعا کے ساتھ مبدء فیض سے مدد طلب

کرے تا اس چشمۂ لازوال سے روشنی پاکر عمدہ تدبیریں میسر آسکیں۔
(ایام الصلح صفحہ ۳۲)

دعا کا لازمی نتیجہ سکینت

جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچا دے خدا تعالےٰ سے اطمینان اور حقیقی خوش حالی پاتا ہے اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے لیکن جو شخص دعا کے ساتھ خدا تعالےٰ کی طرف منہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور اندھا مرتا ہے ..... جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کرسکتا ہے۔ ان وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالےٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہوجاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہوسکتی سو اسی کا نام حقیقی مراد یابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے
(ایام الصلح صفحہ ۸)

دعا سے مقصد حاصل ہوجاتا ہے

کیا یہ تسلی بخش ثبوت نہیں ہے کہ قدیم سے خدا تعالےٰ کا ایک روحانی قانون قدرت ہے کہ دعا پر حضرت احدیت کی توجہ جوش مارتی ہے اور سکینت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے اگر ہم ایک مقصد کی طلب میں غلطی پر نہ ہوں تو وہی مقصد مل جاتا ہے اور اگر ہم اس خطاکار بچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کا ٹکڑہ مانگتا ہے اپنی دعا اور سوال میں غلطی پر ہوں تو خدا تعالےٰ وہ چیز جو ہمارے لئے بہتر ہو عطا کرتا ہے اور بایں ہمہ دونوں صورتوں میں ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے کیونکہ ہم دعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالےٰ سے علم پاتے ہیں اور ایسا یقین بڑھتا ہے کہ گویا ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہیں۔ اور دعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالےٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کیلئے مصروف کرتا ہے تب اس مرد فانی کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالےٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔

یہ دعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دعا کرنے کے وقت میں حضرت احدیت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اس وقت وہ ہاتھ اس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے
(ایام الصلح صفحہ ۱۰)

عشرۂ وصولی وقف جدید ۳ نومبر تا ۹ دسمبر ۸۲ء

امراء و صدر صاحبان، سیکرٹریان مال، وقف جدید، ذیلی تنظیموں (لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ کے عہدیداروں سے ضروری گزارش

وقفِ جدید کے سالِ رواں کے ختم ہونے میں نہایت قلیل عرصہ باقی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وقفِ جدید کے چندوں کی وصولی کے لئے ۳ نومبر تا ۹ دسمبر ۱۹۸۲ء عشرہ وصولی وقف جدید منایا جائے۔ اس عشرہ میں درج ذیل امور کو خاص طور پر پیش نظر رکھا جائے۔

(۱) ایسے احباب جنہوں نے وقف جدید کے وعدے کئے ہیں مگر ادائیگی نہیں فرما سکے ان کو ادائیگی کے لئے تحریک کی جائے۔

(۲) ایسے احباب جن کی طرف سے نہ تو وعدہ ہے اور نہ کوئی ادائیگی ہی ہوئی۔ ہے ان سے حسب استطاعت وصولی کی جائے۔

(۳) تمام بچے اور بچیاں وقف جدید کے دفتر اطفال میں شامل ہوں جن کے بچوں کو خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے وہ یکصد روپے یا اس سے زائد ادا کرکے "ننھے مجاہدین" اور "ننھی مجاہدات" کی صفوں میں شمولیت فرمائیں۔

(۴) یہ تسلی کر لی جائے کہ ہر جماعت کے جملہ افراد بڑے اور بچے۔ مرد اور عورتیں تمام کے تمام خدا تعالیٰ کی عطا کردہ مالی وسعت کے مطابق وقفِ جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو چکے ہیں۔

(۵) وقفِ جدید کا ایک اہم کام نگر پارکر میں تعلیم و تربیت کا ہے اس مد کا نام امداد و مراکز (نگر پارکر) ہے احباب اس مد میں بھی حسب توفیق ضرور شمولیت فرمائیں۔

(۶) کوشش فرمائیں کہ آپ کی جماعت وقف جدید کی ہر مد میں گزشتہ سال کی نسبت نمایاں اضافہ کے ساتھ قربانی کرے۔

آخری گزارش یہ ہے کہ احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرماویں کہ اللہ تعالیٰ وقفِ جدید کا مالی سال برکتوں اور رحمتوں سے اختتام پذیر فرمائے۔ اور اس مالی جہاد میں شامل ہونے والوں کی قربانیاں اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ اور اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

(ناظم مال۔ وقفِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ)

درخواستہائے دعا

- میری والدہ بعارضہ درد گردہ کئی روز سے شدید بیمار ہے۔ علاج کے باوجود کوئی افاقہ نہیں ہوا صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔
(شہناز بیگم بنت چوہدری بشیر احمد رائیونڈی پنشنر صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

- خاکسار کا ایم اے عربی کا رزلٹ نکلنے والا ہے۔ مجھے اور میری ساتھیوں کو کامیابی حاصل ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔
(فرزانہ کوثر۔ دارالعلوم غربی۔ ربوہ)

- عزیزم طاہر احمد صاحب ابن مکرم سراج الدین ظفر صاحب عوامی کلاتھ ہاؤس ربوہ کے سائیکل سے گرنے کی وجہ سے بازو میں فریکچر آگیا ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ عزیزم کو جلد کامل شفا عطا کرے۔ آمین۔
(ولی الرحمٰن سنوری۔ حدیقۃ المبشرین۔ ربوہ)

- عاجز عرصہ دو سال سے گھٹنے کے درد کی وجہ سے بیمار ہے چلنے پھرنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ پٹھوں میں تناؤ اور کھچاؤ رہتا ہے نیز بعض دیگر پریشانیاں لاحق ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کے دیگر بزرگوں سے درخواست ہے کہ اپنے اس کمزور بھائی کو اپنی تہجد کی نمازوں میں کثرت سے یاد رکھیں جزاکم اللہ
(صوفی محمد ابراہیم بنگوی غلہ منڈی سرگودھا)

- خاکسار آجکل بعض کاروباری پریشانیوں میں مبتلا ہے احباب سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔
(احمد فرنیچر مارٹ رحمت بازار ربوہ)

- مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب سمبڑیال کے بھائی اور بھتیجا ایک پریشانی میں مبتلا ہیں۔ جملہ مشکلات سے بریت کے لیے دعا کی درخواست ہے۔
(حافظ ملک منور احمد احسان مربی سلسلہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ)

دعائے نعم البدل

عزیز فراز احمد نور الابصار ابن مکرم شیخ نعیم الدین صاحب سرگودھا بعمر ۲½ سال ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو وفات پاگئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز مرحوم کے والدین ایک جگہ میں اس کے لیے پیسے جمع کرتے گئے۔ عزیز کی وفات پر گلہ سے برآمد ہونے والی رقم مبلغ ۳۱۵/- روپے انہوں نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مد تعمیر ہال میں جمع کروا دی ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔
احباب سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مکرم شیخ نعیم الدین صاحب کو نعم البدل عطا فرمائے اور ان کو دینی و دنیوی نعماء سے نوازے آمین۔
(نذیر احمد خادم معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار، ربوہ
فون: 634
جوشاندہ مفید اٹھرا ۳۰/- ، اکسیر اولاد نرینہ ۳۵/- ، زد جام عشق ۶۰/- ، تریاق بواسیر ۱۵/- ، اکسیر پائیوریا ۶/- ،
تریاق معدہ ۱۲/- ، تریاق دمہ ۲۰/- ، روشن کاجل ۲/۵۰ ، سرمہ جواہر ۳/- ، پیام نور ۱۴/- ،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل دنیا بھر میں پڑھا جاتا ہے اور
اس طرح آپ کے اشتہارات کی بھرپور اشاعت ہوتی ہے۔

اعلان نکاح

۲ر نومبر ۸۴ء کو البیت المبارک ربوہ میں بعد نماز عصر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے میری بیٹی عزیزہ راشدہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے نکاح ہمراہ عزیزم چوہدری حبیب الرحمٰن سلمہ اللہ ابن مکرم چوہدری ارشد علی صاحب سکنہ ڈگری گھمان ضلع سیالکوٹ کا اعلان بعوض مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ فرمایا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لیے ہر جہت سے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے آمین۔ (محمد یوسف سدھو وارالرحمت وسطی ربوہ)

ولادت

مکرم عزیزم برادرم چوہدری انتصار احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۳۰ر اکتوبر کو ایک بیٹے کے بعد بیٹی کی نعمت سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔ بچی کا نام "عائشہ انتصار" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری منور احمد صاحب صدر حلقہ گلگشت کالونی کی پوتی اور مکرم شیخ اقبال الدین صاحب آف بہاولنگر کی نواسی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور خادمۂ دین کے ساتھ ساتھ والدین کے لیے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(محمد انیس الرحمان شاہد مربی سلسلہ ضلع ملتان)

جدید فیشن کے مطابق
سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات وغیرہ کیلئے
نیو پاک جیولرز
فون نمبر:
410974
418646
رہائش:
418645
پروپرائٹر
میاں عظیم قادر اینڈ سنز
۱۱۱ فیروزپور روڈ گلیکسی سینما اچھرہ لاہور
۱۰۔ شادمان کالونی لاہور — ۱۲۔ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

AL-FURQAN MOTORS LIMITED
Authorised Dealers of National Motors Ltd.
For Genuine TOYOTA Parts

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات
درج ذیل پتہ پر حاصل کریں!
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷۔ تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۳
★۔ ٹیلیفون: 74609 ، 79523

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
دیوار، کیل، چیل، پڑتل
کیلئے
ہمارے ہاں رجوع فرمائیں!
سٹار ★ ٹمبر سٹور
۵۳، فیروزپور روڈ بالمقابل تھانہ اچھرہ
لاہور: فون: 4/06/7

جدید فیشن کے مطابق • سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات اور
• چاندی کے خوشنما برتن، ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے
فرحت علی جیولرز کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور
فون: 52623
63851

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے
پُرامید و احد علاجگاہ
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
فون ربوہ ۵۵۸
فون: ۷۳۹۹۷
اقصیٰ چوک ربوہ پوسٹ بکس ۲۲۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبصورت اور مضبوط
دانت
● جدید ترین طریقہ سے بغیر تاروں کے لگائے جاتے ہیں
● ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں
● دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگتا یا درد ہونے کا علاج کیا جاتا ہے
شریف ڈینٹل کلینک
نزد بیت الاقصیٰ ربوہ
فون 543
نظر اور دھوپ کی عینکوں کے لئے
شبیر آپٹیکل سروس

عینکوں کی فٹنگ آٹومیٹک کمپیوٹر پلانٹ پر کی جاتی ہے
نظر و دھوپ کی عینکیں
عینکیں ڈاکٹری نسخہ کے مطابق لگائی جاتی ہیں
ارشد
آپٹیکل سروس
فون 24838
چوک کچہری بازار۔ فیصل آباد
پاکستان میں آٹومیٹک پلانٹ پر عینکوں کی فٹنگ کی جاتی ہے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ
بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں
اور دعا کریں!
اب ہمارے ہاں سے قرآن مجید بطرز قاعدہ یسرنا القرآن، تحدیث نعمت، انسان کامل، سنگم کشتی نوح بھی مل سکتی ہے — فون منیجر — 63849
مقبول پیپر مارٹ
گنپت روڈ لاہور
ملک عبداللطیف سکوہی۔ فون گھر 67448

حیوانات کی ادویات
اکسیر سرکن (خونی پیشاب) اکسیر اپھارہ، اکسیر بندش، اکسیر کنار، اکسیر منہ کھر، اکسیر گل گھوٹو، اکسیر واہ، اکسیر ٹک، اکسیر دودھ، اکسیر سوزش پستان، اکسیر گلٹی پستان، اکسیر پول، اکسیر روبے اور تریاق زہر باد وغیرہ جملہ ادویات حیوانات بحساب -/3 فی پیکٹ بازار سے دستیاب ہیں تفصیلات کے لئے کیور ویٹرنری گائیڈ دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیجکر طلب کریں
کیور ویو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
پاکستان۔ لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس کوبازار ربوہ
فون 6.6/6.7

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
مراد کلاتھ ہاؤس
کپڑے کا
اعلیٰ مرکز
ریل بازار فیصل آباد

چوہدری جیولرز
معیاری سونا چاندی کے معیاری
زیورات بنوانے کیلئے
مبشر احمد خالد اینڈ برادرز
سلیمی چوک، ستیانہ روڈ فیصل آباد

رہائشی منصوبہ نزد بیت الاقصیٰ ربوہ
مجید ٹاؤن
باقاعدہ منظور شدہ ہر نقص سے پاک
چوہدری عبدالمجید وڑائچ ایڈووکیٹ
فیکٹری ایریا۔ ربوہ

مطب حکیم حمید احمد اختر رجسٹرڈ طبیب درجہ اے
اٹھرا۔ بانجھ پن، اور نرینہ اولاد سے محروم عورتوں کیلئے امید کی کرن۔ مردانہ، زنانہ اور بچوں کے علاج کے لئے مفصل حالات بیماری لکھ کر دوا اور مخلصانہ مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔
المنار دواخانہ گول بازار ربوہ

احباب کی اطلاع کیلئے
اعلان کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب ایم بی بی ایس فزیشن اینڈ سرجن ریٹائرڈ میڈیکل آفیسر (گورنمنٹ پنجاب) بیرون ملک سے واپس پاکستان آگئے ہیں اور اب باقاعدہ طور پر ڈاکٹر خان کلینک راجہ مارکیٹ ربوہ میں کام شروع کر دیا ہے بچوں کی بیماریوں کے علاج کے ساتھ ساتھ آنکھوں اور دیگر امراض کا علاج بھی کیا جاتا ہے
اوقات کار کلینک
صبح ۹ بجے تا ۱ بجے دوپہر
شام ۴ ؍؍ تا ۸ ؍؍ رات
ڈاکٹر خان کلینک
راجہ مارکیٹ کالج روڈ ربوہ

● ٹرانسفارمر ● پینل بورڈ ● ڈسٹری بیوشن بورڈ ● جنریٹر اور دیگر سامان بجلی کی فراہمی اور تنصیب، نیز ہر قسم موٹر کنٹرول سٹینڈ ● آٹومیٹک چینج اوور پینل کے ڈیزائن ● فیبریکیشن اور تنصیب کے ماہر:
پاور انجینئرنگ پاکستان (رجسٹرڈ)
۱۔ لنک میکلوڈ روڈ لاہور
فون: 62188

ھو الناصر
اعلیٰ معیار کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے
الکریم جیولرز
ایئر کنڈیشنڈ
فون
685511
بازار فیصل
کریم آباد (چورنگی) کراچی ۱۹
پروپرائٹرز
میاں عبداللطیف شاہ کوٹی
اینڈ سنز

النضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

خدمت کی راہوں پر رواں دواں: دیرینہ عوام
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: 74844
بالمقابل ایوان محمود، ربوہ، فون: 638
۷۱۔ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ ● چک سیدو ضلع سیالکوٹ

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان
ہو چکا ہے
آپ کو معلوم ہو کہ
ہمارے دواخانہ
میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز
کا نام اب